جلد ③ شمارہ ⑪

دسمبر ۲۰۲۵ء / جمادی الثانی ۱۴۴۷ھ

خانقاہ غرفۃ السالکین کراچی کا ترجمان

ماہنامہ

برکاتِ اکابر کراچی

از فیضان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ

برکاتِ اکابر

غرفۃ السالکین مسجد اختر C-96 نزد سندھ بلوچ سوسائٹی گیٹ 2
گلستانِ جوھر، بلاک 12، کراچی، پاکستان

فون: 021-34030643-44
www.HazratFerozMemon.org

اصلاحی مجالس کی ترتیب

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مُجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہفتہ وار بیانات

اتوار	جمعہ	جمعرات
دینی واصلاحی بیان	جمعۃ المبارک بیان	مرکزی بیان
11:30 دوپہر	12:30 دوپہر	مغرب تا عشاء

روزانہ مجالس

بعد فجر | بعد عشاء

حضرت مولانا مفتی حافظ محمد فرحان فیروز میمن صاحب مدظلہ

ہفتہ وار درسِ قرآن
اتوار بعد ظہر (نماز 1:15 بجے)

روزانہ مجلس
بعد عصر

اصلاحی مکاتبت اور مجالس کے لئے

مسجد اختر C-96 گلستانِ جوہر بلاک 12 نزد سندھ بلوچ سوسائٹی گیٹ نمبر 2 کراچی

پی او بکس: 18778 پوسٹ کوڈ: 75290 فون: 021-34030643-44

خواتین کے لیے بیان سننے کا انتظام: مرکز تربیتِ خواتین B-41 سندھ بلوچ سوسائٹی، میں صرف جمعرات بعد مغرب اور اتوار صبح 11:30 ہے!

ویب سائٹ: www.HazratFerozMemon.org
ای میل: Ask@HazratFerozMemon.org

تمام بیانات ویب سائٹ پر LIVE سنے جاسکتے ہیں

Click to Install
موبائل ایپ
Ghurfa
Mobile App

ماہنامہ

برکاتِ اکابر کراچی

خانقاہ غرفۃ السالکین کا ترجمان

دسمبر ۲۰۲۵ء / جمادی الثانی ۱۴۴۷ھ

از فیضان

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صدیقِ زمانہ، قلندرِ وقت حضرت اقدس شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ببرکتِ دعا

ترجمانِ اکابر شیخ الحدیث شیخ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین صاحب دامت برکاتہم

سرپرست

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

حضرت حافظ ڈاکٹر شفقت عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

مدیر

حضرت مولانا مفتی فرحان فیروز میمن صاحب مدظلہ

خط و کتابت و ترسیل کا پتہ

غرفۃ السالکین C-96 گلستانِ جوہر بلاک 2، نزد سندھ بلوچ سوسائٹی گیٹ نمبر 2، کراچی

پی او بکس: 18778 پوسٹ کوڈ: 75290 فون: 34030643 021 92+

HazratFerozMemon.org | Barkaat-e-Akabir@Ghurfa.org

غرفۃ السالکین کا ترجمان

ماہنامہ برکاتِ اکابر کراچی

ترتیب

اداریہ: تُو برائے وصل کردن آمدی .... (۵)

مضامینِ قرآن

خزائن القرآن: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ.. (۷)

مضامینِ حدیث

خزائن الحدیث: شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ.......... (۱۰)

اشعارِ معرفت

تجھے مشکل کیا ہے غم کو مرے زیر و زبر کرنا .... شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ...... (۱۲)
اشعارِ عارفانہ کی تشریحِ الہامی: صدیقِ زمانہ حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ............... (۱۳)

ملفوظاتِ اکابر

ملفوظات حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ................ (۱۷)
مجالس ابرار: محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ................................ (۱۹)
پردیس میں تذکرۂ وطن: شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ.... (۲۲)
عشقِ حق اور عشقِ اکابر: عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم........ (۲۵)

مضامین و منتخبات

قلبِ سلیم کی علامات اور حصول کا طریقہ: عارف باللہ حضرت شاہ فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم..... (۲۸)
سفر نامہ پاکستان: نومبر ۲۴ء: عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم........ (۳۱)

متفرقات

شرعی مسائل کا حل: .... مرکز الافتاء والارشاد، مدرسہ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ، گلستانِ جوہر کراچی... (۳۳)
تربیتِ طالبین خدا: (اصلاحی خطوط اور ان کے جوابات).. (۳۵)
خانقاہ غرفۃ السالکین کے شب و روز.. (۳۷)

مفتی محمد یوسف عباس صاحب
(استاذ مدرسہ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ گلستانِ جوہر کراچی)

تُو برائے وصل کردن آمدی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اظہار، ابلاغ چاہتا ہے؛ بات اگر کہی گئی ہے تو سنی جائے، لفظ اگر لکھے گئے ہیں تو پڑھے جائیں، مگر ابلاغ مؤثر ہو، سننے والے اور پڑھنے والے اس کا اثر قبول کریں اور وہ اثر مثبت بھی ہو، اس کہنے یا لکھنے سے جو غرض تھی وہ حاصل ہو، مگر مثبت ابلاغ مثبت اظہار سے مشروط ہے، اگر اظہار منفی رنگ لیے ہوئے ہے تو بہت ممکن ہے کہ اندر سے پھوٹنے والی خیر کی کونپل، باہر آکر شر کا برگ و بار لائے اور اچھائی کی اشاعت کا جذبہ برائی کو فروغ دے۔

سلیقے کی کمی کے باوجود۔

''دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے''

تسلیم، مگر ایسا ہر بار نہیں ہوتا، نیتوں میں چھپی نیکی کا رس خواہ کتنا ہی زیادہ اور کیسا ہی شیریں ہو، گفتگو میں بسی تلخی کے بِس کو مارنا، بالعموم اس کے بس کی بات نہیں، بات یہ ہے کہ جب ہر کام سلیقہ چاہتا ہے تو کلام بھی تو ایک کام ہے، بلکہ بہت بڑا کام، اس لیے بڑوں کی تعلیم یہ ہے کہ حق بات کے اثر انداز ہونے کے لیے حق نیت کافی نہیں، حق طریقہ بھی ضروری ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی اپنے والدِ گرامی، مفتیِ اعظم پاکستان، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کے اندازِ بیاں اور اسلوبِ تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں آغازِ شباب میں دوسروں کی تردید کے لیے بڑی شوخ اور چلبلی تحریر لکھنے کا عادی تھا اور تحریری مناظروں میں میرا طرزِ تحریر طنز و تعریض سے بھرپور ہوتا تھا اور ''ختم نبوت'' [نامی کتاب] میں نے اسی

زمانے میں لکھی تھی لیکن اس کے شائع ہونے کے بعد ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے میرے اندازِ تحریر کا رخ بدل دیا اور وہ یہ کہ میرے پاس ایک قادیانی کا خط آیا جس میں اس نے لکھا تھا کہ آپ نے اپنی کتاب ''ختم نبوت'' میں جو دلائل پیش کیے ہیں، بنظرِ انصاف پڑھنے کے بعد وہ مجھے بہت مضبوط معلوم ہوتے ہیں، اس کا تقاضا یہ تھا کہ میں مرزا صاحب کی اتباع سے تائب ہو جاؤں لیکن آپ نے اس کتاب میں جو اسلوبِ بیان اختیار کیا ہے وہ مجھے اس اقدام سے روکتا ہے، میں سوچتا ہوں کہ جو لوگ حق پر ہوتے ہیں وہ دلائل پر اکتفا کرتے ہیں، طعن و تشنیع سے کام نہیں لیتے، اس لیے میں اب تک اپنے مذہب پر قائم ہوں اور آپ کے طعن و تشنیع نے دل میں کچھ ضد بھی پیدا کر دی ہے۔

حضرت والد صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ تو معلوم نہیں کہ ان صاحب نے یہ بات کہاں تک درست لکھی تھی، لیکن اس واقعے سے مجھے یہ تنبہ ضرور ہوا کہ طعن و تشنیع کا یہ انداز مفید کم ہے اور مضر زیادہ، چنانچہ اس کے بعد میں نے ''ختم نبوت'' پر اس نقطۂ نظر سے نظرِ ثانی کی اور اس میں ایسے حصے حذف کر دیے جن کا مصرف دل آزاری کے سوا کچھ نہ تھا اور اس کے بعد کی تحریروں میں دل آزار اسلوب سے مکمل پرہیز شروع کر دیا۔''

(میرے والد میرے شیخ: ۱۹)

خدا کرے کہ یہ ''پرہیز گاری'' ہمیں بھی نصیب ہو، ورنہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ذریعے دین سے قریب ہونے والوں کی تعداد ان لوگوں سے بہت کم ہو جو ہماری وجہ سے دین سے دور ہوئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

☆☆

☆

سلسلہ نمبر ۳۵

مضامینِ قرآن

خزائنُ القرآن

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم کے علوم و معارف کا مجموعہ

انبیاء علیہم السلام پر مصائب کی وجہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ﴾

(سورۃ الفرقان: آیۃ ۳۱)

ہر نبی کے لئے ہم نے دشمن بنایا۔ یہ جعل تکوینی ہے انبیاء کی ترقی درجات و تربیت کے لئے، پس جس کا کوئی دشمن نہ ہو سمجھ لو یہ شخص عَلٰی مَنْهَجِ النُّبُوَّةِ نہیں ہے ورنہ اس کے بھی دشمن ہوتے اگرچہ اُمتی کا پرچہ نبیوں سے آسان ہوتا ہے کیونکہ بڑے لوگوں کا امتحان بھی بڑا ہوتا ہے۔ اس لئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جتنے مصائب مجھے دیے گئے کسی نبی کو ان مصائب سے نہیں گزارا گیا کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے لہٰذا۔

جن کے رُتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے

اسی طرح صحابہ کو دشمنوں کا خوف رہتا تھا:

﴿بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ﴾

(سورۃ الفرقان: آیۃ ۳۱)

یہاں تک کہ بعض وقت کلیجے منہ کو آ گئے:

﴿وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا﴾

(سورۃ الاحزاب: آیۃ ۱۱)

اور سخت زلزلے میں ڈالے گئے ان کو ہلا دیا گیا لیکن پھر بھی وہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ

کہتے تھے کہ ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ غرض وہ خوف میں مبتلا کیے گئے۔

اولیاءاللہ پر مصائب کی وجہ

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا مقبول بناتا ہے، بڑے درجہ کی عزت دیتا ہے تو اس کو ذرا خوف سے بھی گزارا جاتا ہے تاکہ اس کا دل مضبوط ہوجائے اور اتنا غم پہنچایا جائے کہ جب اس کو ساری دنیا میں عزت اور خوشی ملے تو اس کے سابقہ غم تکبر سے اس کی محافظت کریں۔ اس کی عبدیت کا زاویہ قائمہ ۹۰ ڈگری قائم رہے۔ ایسا نہ ہو کہ چاروں طرف سے واہ واہ ہو تو اس کی آہ ختم ہوجائے۔ جس متبعِ سنّت بندے کو اللہ تعالیٰ بڑا رتبہ دینا چاہتے ہیں اس کو اتنا غم دیتے ہیں کہ اس کی آہ نہ باہ سے ضایع ہوتی ہے نہ جاہ سے ضایع ہوتی ہے اور نہ واہ واہ سے ضایع ہوتی ہے۔ سارا عالم اس کی تعریف کرے لیکن اس کی بندگی اور اس کی عاجزی، اس کی آہ وزاری، اس کی اشکباری ہمیشہ قائم اور تابندہ درخشندہ اور پایندہ رہتی ہے۔ اس لئے غم سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ ایسے حالات سے اللہ تعالیٰ گزاردیتا ہے دیکھ لو صحابہ کو خطاب ہو رہا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَيۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ اور جنگِ بدر وغیرہ میں کیسے کیسے مصائب سے گزرے لیکن انبیاء کو جو مصائب دیے جاتے ہیں وہ ان کی بلندئ درجات کے لئے ہوتے ہیں۔ انبیاء کو عجب و کبر سے حفاظت کے لئے نہیں دیے جاتے کیونکہ نبی معصوم ہوتا ہے۔ اخلاقِ رذیلہ اس کے اندر پیدا ہی نہیں ہوسکتے اس لئے انبیاء کے مصائب ان کی رفعتِ شان اور بلندئ درجات کے لئے ہوتے ہیں لیکن اولیاء اللہ کو خوف اور مصیبت جو پیش آتی ہے اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ عجب و کبر سے ان کی حفاظت رہے۔

امتحان کا دوسرا پرچہ

اور خوف کے بعد دوسرے امتحان سے آگاہ فرمارہے ہیں۔ وَالۡجُوۡعِ تمہارے امتحان کا دوسرا پرچہ بھوک ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں بھوک سے مراد قحط ہے، اصل میں بھوک مسبب ہے اس کا سبب قحط ہے لہٰذا اس کی تفسیر قحط سے کی کہ بارش نہیں ہوگی تو غلہ کم ہوجائے گا۔ اور روٹی نہیں ملے گی تو بھوک لگے گی تو یہ تسمیۃ السبب باسم المسبب ہے۔ اس کو بلاغت کے علم میں ''مجاز مرسل'' کہتے ہیں۔ اس نبی اُمی کی زبان سے ''مجاز مرسل'' کا استعمال جس نے کبھی مکتب کا منہ دیکھا ہو نہ مختصر المعانی پڑھی ہو نہ مجاز مرسل کا نام ہی سنا ہو یہ دلیل ہے کہ یہ نبی اپنی طرف سے کلام

نہیں بناتا۔ بکریاں چرانے والا پیغمبر اپنی بلاغت سے تمام عالم کو عاجز کر رہا ہے۔ اس اُمی کی زبان سے ایسا فصیح وبلیغ کلام جاری ہونا خود دلیل ہے کہ یہ نبی کا کلام نہیں بلکہ سینۂ نبوت پر کلام اللہ نازل ہو رہا ہے اور کلام اللہ کو آپ کے قلبِ مبارک میں جمع کرنے اور آپ کی زبان مبارک سے پڑھوانے اور بیان کرانے کی ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے لی۔ جب قرآن مجید نازل ہوتا تھا تو آپ ڈر کی وجہ سے جلدی جلدی دُہراتے تھے کہ کہیں بھول نہ جائیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آیت نازل فرمائی کہ اے نبی! نزولِ وحی کے وقت آپ جلدی جلدی دُہرایا نہ کیجئے کیونکہ آپ کے قلبِ مبارک میں اس کا جمع کرادینا اور آپ کی زبانِ مبارک سے پڑھوادینا ہمارے ذمہ ہے:

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ﴾

(سورۃ القیامۃ: آیۃ ۱۹)

پھر لوگوں کے سامنے اس کا بیان کرادینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ لہٰذا آپ کیوں گھبراتے ہیں۔

امتحان کا تیسرا پرچہ

تو امتحان کے دو پرچے ہوگئے۔ پہلا پرچہ خوف اور دوسرا پرچہ بھوک اور تیسرا پرچہ ہے وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ اور کبھی کبھی تمہارے مال میں بھی نقصان ہوگا اور کس طرح سے ہوگا؟ کبھی تجارت میں گھاٹا ہوگا اور صاحبِ تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں کہ کبھی باغات میں پھل نہیں آئیں گے تو پھلوں کی کمی سے مال کی کمی ہوجائے گی۔

امتحان کا چوتھا پرچہ

اور چوتھا پرچہ ہے وَ الۡاَنۡفُسِ اور کبھی کبھی تمہارے پیاروں کی ہم جان لے لیں گے یعنی اِنَّ ذَهَابَ الۡاَحِبَّةِ لِسَبَبِ الۡقَتۡلِ وَالۡمَوۡتِ کسی کا قتل ہوگا، کسی کو موت آئے گی اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہوگا۔ موت چاہے قتل سے ہو یا طبعی ہو کبھی تمہارے پیارے اٹھائے جائیں گے تو اس میں بھی تمہارا امتحان ہوگا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پرچہ آؤٹ کر کے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتادیا کہ یہ مصیبت اچانک نہیں ہوگی کیونکہ ہم تو پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ ان مضامین میں تمہارا امتحان ہوگا۔ مصیبت آنے والی ہو تو آدمی اس کے لئے تیار ہوجاتا ہے اور پھر بتانے والا اللہ، جہاں تخلف نہیں ہوسکتا، جہاں جھوٹ کا امکان نہیں ہے۔

(جاری ہے)

سلسلہ نمبر ۳۵

مضامینِ حدیث

خزائنُ الحدیث

احادیثِ مبارکہ کے علوم و معارف کا مجموعہ

شیخُ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حدیث نمبر ۱۹

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ

(صحیح البخاری فی الأدب المفرد: ۱/۲۱۵ برقم (۷۱۶))

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ تیرے ساتھ شریک کروں اور اس کو میں جانتا ہوں اور تجھ سے معافی چاہتا ہوں اس کی کہ میں نہ جانتا ہوں۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شہید کو بلایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کس لئے شہید ہوا؟ کہے گا کہ اے اللہ! آپ کے لئے میں نے جان دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو اس لئے شہید ہوا تا کہ کہا جائے کہ تو بڑا بہادر ہے۔ حکم ہوگا کہ اس کو جہنم میں ڈال دو۔ اسی طرح ایک قاری کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم قاری کس لئے بنے؟ کہے گا کہ اے اللہ! آپ کے لئے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے قراءت اس لئے کی تا کہ کہا جائے کہ تو بہت بڑا قاری ہے، اس کو بھی جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ پھر ایک سخی کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ مال کس لئے خرچ کیا؟ کہے گا کہ اے اللہ! آپ کے لئے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جھوٹ کہتا ہے، تو نے اس لئے خرچ کیا تا کہ کہا جائے کہ تو بہت بڑا سخی ہے۔ اس کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ دِکھاوا اتنا خطرناک مرض ہے کہ ایک شہید کی شہادت قبول نہیں ہوئی، ایک قاری کی قراءت قبول نہیں ہوئی اور ایک سخی کی سخاوت قبول نہیں ہوئی۔ جان بھی گئی، مال بھی گیا، قراءت سیکھنے کی محنت بھی گئی اور جنت بھی نہ ملی، لہٰذا دل کو ٹٹولنا چاہیے کہ ہم کس لئے عمل کر رہے ہیں اور اس مرض کے علاج کی فکر کرنی چاہیے۔

رِیا سے حفاظت کا اور اخلاص کے حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت مفتی شفیع صاحب مفتیٔ اعظم پاکستان نے اپنے شیخ و مرشد حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس شعر کے متعلق پوچھا کہ حضرت! شاعر نے جو یہ کہا ہے کہ ایک منٹ کی صحبتِ اہل اللہ سو سال کی اخلاص والی عبادت سے بہتر ہے، تو کیا یہ مبالغہ نہیں ہے؟ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب! یہ مبالغہ نہیں ہے، بلکہ شاعر نے کم بیان کیا ہے کہ ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

شاعر کو یوں کہنا چاہیے تھا ؎

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

اللہ والوں کی صحبت ایک لاکھ سال کی اخلاص والی عبادت سے افضل ہے اور اس کی وجہ حضرت نے ملفوظات ''حسن العزیز'' میں بیان فرمائی کہ شیطان نے ہزاروں سال عبادت کی لیکن مردود ہونے سے نہ بچ سکا، لیکن اللہ والوں کا صحبت یافتہ مردود نہیں ہوتا، گناہ کا اس سے صدور تو ہوسکتا ہے، لیکن دائرۂ اسلام سے خروج نہیں ہوسکتا، ایمان ان شاء اللہ! اس کا سلامت رہے گا، حسنِ خاتمہ نصیب ہوگا اور اللہ والوں کا صحبت یافتہ گناہوں پر قائم بھی نہیں رہ سکتا، توفیقِ توبہ ان کی برکت سے نصیب ہوجاتی ہے۔ تو فرمایا کہ صحبتِ اہل اللہ میں جب یہ اثر ہے کہ وہ دائرۂ اسلام سے خروج سے حفاظت کی ضامن ہے، تو پھر وہ اس عبادت سے کیوں افضل نہ ہوگی جس میں یہ اثر نہ ہو۔

حضرت حکیم الامت نے اس کی کوئی دلیل نقل نہیں فرمائی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث شریف مجھے یاد دلائی جو حضرت حکیم الامت کے ارشاد کی دلیل ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے: مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ جو شخص کسی بندے سے صرف اللہ کے لئے محبت کرے تو اس کو حلاوتِ ایمانی نصیب ہوگی اور اللہ والوں سے اللہ ہی کے لئے محبت ہوتی ہے، کیونکہ اپنا خاندان نہیں ہوتا ہے، بعض وقت اپنی زبان بھی نہیں ہوتی اور بعض وقت کوئی رشتہ بھی نہیں ہوتا، نہ کسی تجارت اور بزنس کا تعلق ہوتا ہے، صرف اللہ ہی درمیان میں ہوتا ہے، لہٰذا اللہ والوں سے محبت للّٰہی بدرجۂ کمال ہوتی ہے، اس لئے اہل اللہ کی محبت پر بھی حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے جس پر حسنِ خاتمہ موعود ہے۔

(جاری ہے)

تجھے مشکل کیا ہے غم کو مرے زیروزبر کرنا

تجھے مشکل ہے کیا غم کو مرے زیروزبر کرنا
ہماری شامِ غم کو فضل سے رشکِ سحر کرنا

تری قدرت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہوگا اے مالک
کہ ہم سے دُور اُفتادوں کو پھر نزدیک تر کرنا

ترے دستِ کرم کی کیمیا تاثیر کیا کہیے
کسی ذرّہ کو تیرا دم میں خورشید و قمر کرنا

جو تیری راہ میں روباہ خصلت سے ہیں پسماندہ
تجھے مشکل نہیں ایسوں کو رشکِ شیرِ نر کرنا

یہی ہے راستہ اپنے گناہوں کی تلافی کا
تری سرکار میں بندوں کا ہردَم چشم تر کرنا

تجھے مشکل نہیں مسکیں کو سُلطانِ جہاں کر دے
کرم سے اپنے اختر کو ترا شمس و قمر کرنا

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آئینۂ محبت، صفحہ ۸۷

تشریح اشعار

حمد و نعت اشعارِ معرفت

اشعارِ عارفانہ کی تشریحِ الہامی

سلسلہ نمبر ۳۵

مرتب: یکے از خدام حضرت اقدس میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بزبانِ عارفِ شیخ

صدیقِ زمانہ قلندرِ وقت حضرت اقدس شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۲ صفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۲۰۱۳ء، بروز بدھ، بعد نمازِ عشاء

حضرت والا کی بیماری سے پہلے کے اشعار

جلوۂ حق کے سامنے حیرت سے بے زباں سہی
پھر بھی سکوت عشق کا اس کی صدا سے کم نہیں

یہ بیماری سے کئی سال پہلے کے اشعار ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ کشف ہو گیا تھا کہ مجھے کوئی ایسی چیز ہونے والی ہے۔ اوراسی طرح یہ اشعار بھی بیماری سے پہلے آخیر زمانے کے ہیں اس میں بھی یہی معلوم ہوتا ہے ؎

گو میرا وعدۂ بیان نہیں
مجھ سے ملنا بھی کیا بیان نہیں

فرمایا کہ اہل اللہ کے قلب پر بار بار تجلیات کا نزول متواتر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے نزول کے وقت ہوش وحواس کہاں رہتے ہیں اس لئے زبان اس کو بیان نہیں کرسکتی، اللہ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ ہم تو حضرت کی بات نقل کررہے ہیں کہ جب تجلیات کا نزول ہوتا ہے تو زبان اس کو بیان کرنے سے قاصر ہے، لغت اس کو بیان کرنے سے قاصر ہے لیکن عاشق کا سکوت کہ اس وقت وہ کچھ بول نہیں سکتا، کچھ کہہ نہیں سکتا لیکن یہ لاکھوں بیان سے کم نہیں ہے کیونکہ اس کا بال بال بیان بن جاتا ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بیماری کی حالت میں اس شعر کے مصداق تھے ؎

لب ببستند و بہ ہر موئے زبانم دادند
پا ببستند و بہ ہر سوئے نشانم دادند

میرے ہونٹ تو بند کردیئے لیکن میرے بال بال کو زبان بنادیا اور میرے پاؤں تو باندھ دیئے لیکن ہر گلی کو اپنا نشان بنادیا۔

اہلِ وفا کون ہیں؟

یادِ خدا کا ہر نفس کون و مکاں سے کم نہیں
اہلِ وفا کا بوریا تختِ شہاں سے کم نہیں

فرمایا کہ جب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سندھ بلوچ تشریف لے گئے تھے تو اِس شعر کی تشریح بیان فرمائی تھی اور بہت جوش میں بیان فرمائی تھی حالانکہ اس وقت حضرت والا بولنے سے بھی بہت معذور ہو گئے تھے۔ یہی فرمایا تھا کہ ایک دفعہ اللہ کہنا سارے جہان، ساری کائنات اور کون و مکان سے افضل ہے لیکن کون یہ اللہ کہے تو افضل ہے؟ اہلِ وفا کہے اور اہلِ وفا کون ہیں؟ اہلِ وفا ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے، اہلِ وفا وہی ہیں جو اپنے دل کی حرام آرزوؤں کا خون کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی پہ راضی رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر چلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نامرضیات سے اپنی جان پہ کھیل جاتے ہیں اور بچتے ہیں لیکن جو اپنے نفس کی خواہشات پر چلتے ہیں اور حرام خوری کرتے ہیں وہ اہلِ وفا نہیں ہیں۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جوش سے فرمایا تھا کہ ہم سب اہلِ وفا اس کو سمجھتے ہیں کہ تلاوت کرلی، نماز پڑھ لی اور فرائض ادا کر لئے، یہ ٹھیک ہے کہ فرض اور واجب ادا کرنا ہمارے اوپر ضروری ہے ہی، لیکن خالی نفلی عبادات سے اہلِ وفا نہیں ہوتا ہے۔ اہلِ وفا وہی ہوتا ہے جو اللہ کی مرضی کے مطابق چلتا ہے اور اپنی حرام آرزوؤں کا خون کرکے تکلیف اُٹھالیتا ہے۔ جس طرح حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دو شہادتیں ہیں ایک تو جسم کی شہادت ہوتی ہے اور ایک باطنی شہادت ہے کہ کسی گناہ سے بچنے یا نگاہ کے بچانے سے دل کے اوپر تلواریں چل جاتی ہیں۔ تو فرمایا کہ یہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ شہیدوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

تو اسی سندھ بلوچ سوسائٹی میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا تھا کہ اہلِ وفا ہونا کوئی آسان نہیں ہے، اپنی آرزوؤں کا خون کرنا سیکھو تب پھر اہلِ وفا ہو گے۔

اہلِ وفا کا بوریا تختِ شہاں سے کم نہیں

اہلِ وفا جس بوریا پر بیٹھتے ہیں بادشاہوں کے تخت و تاج اس کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

بے زبانئ عشق، محتاجِ بیان نہیں

ان کے حضور میں مرے آنسو زباں سے کم نہیں
عشق کی بے زبانیاں لفظ و بیاں سے کم نہیں

بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عرضِ مدعا کرنا چاہتا ہے، دعا کرنا چاہتا ہے لیکن غلبۂ محبت سے اس کے صرف آنسو بہتے رہتے ہیں، زبان سے کچھ الفاظ ادا نہیں ہوتے۔ اہل اللہ کی ایسی بھی کیفیت ہوتی ہے کچھ کہہ نہیں پاتے تو فرمایا کہ ایسی صورت میں عشق کی بے زبانیاں لفظ و بیان سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔

گرچہ تفسیر زباں روشن گر است
لیک عشقِ بے زباں روشن تر است

عشقِ بے زبان روشن گر ہے، نور پیدا کرتا ہے، اگرچہ زبان سے ہونے والی تفسیر بھی روشن تر ہے، اس میں بھی خوب روشنی پیدا ہوتی ہے لیکن عشق بے زبان روشن گر ہوتا ہے، روشنی پیدا کرتا ہے۔ اِسی طرح اللہ کے حضور میں یہ آنسو کسی لفظ و بیان سے کم نہیں ہیں۔ یہ شعر بھی بہت پہلے کا ہے، اس طرح کے بہت سے اشعار آخیر زمانے کے ہیں، احقر (حضرت میر صاحبؒ) جب سوچتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو کشف ہوگیا تھا کہ شاید زبان بند ہونے والی ہے۔

اہل اللہ فقیری میں بادشاہی کا مزہ پاتے ہیں

دامنِ فقر میں مرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں

اہل اللہ کے فقر اور فقیری میں تاجِ قیصر اور بادشاہوں کے تاج چھپ گئے ہیں، ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تاجِ قیصری کیوں پنہاں ہیں؟ کیونکہ انہیں وہ ذرّۂ دردوغم حاصل ہے جو دونوں جہان سے بھی زیادہ ہے تو پھر اس کے سامنے تاجِ قیصری کیا ہے۔

اخترؔ ہمارا دردِ دل بزم میں بے نوا سہی
لیکن کسی کی چشمِ نم اس کی نوا سے کم نہیں

اگرچہ دنیا کی نظر میں ہمارا دردِ محبت اور دردِ دل کی کوئی حیثیت نہیں، بے نوا یعنی اِس کی کوئی

آواز نہیں ہے لیکن یہ حضرت والا کی فنائیت ہے کہ یہاں اپنا نام نہیں لیا کہ میری چشمِ نَم ۔

لیکن کسی کی چشمِ نَم اُس کی نوا سے کم نہیں

اللہ کی محبت میں اس کی آنکھوں سے جو آنسو بہہ رہے ہیں وہ اس کی آواز اور الفاظ سے کہیں زیادہ مؤثر ہیں، کہیں زیادہ قیمتی ہیں۔ شعر میں حُسن آ گیا۔ ویسے اس سے مقصد میرا جہاں اور اللہ والے ہوتے ہیں لیکن حضرت والا نے یہاں کسی اور کی چشمِ نَم فرمایا۔

اخترؔ ہمارا دردِ دل بزم میں بے نوا سہی
لیکن کسی کی چشمِ نم اس کی نوا سے کم نہیں

یہاں ''کسی'' کے لفظ سے شعر میں بہت ہی حسن اور بلاغت پیدا ہوگئی ہے اور یہ اہل اللہ کی فنائیت ہے جہاں تک ہوتا ہے، وہ اپنے حال کو چھپاتے ہیں۔ اللہ تو دل کا حال جانتا ہے، اس کے آنسو بہہ رہے ہیں، کچھ کہہ نہیں پا رہا تو وہ اس سے بھی زیادہ محبوب ہو جاتا ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جیسے کوئی اپنے محبوب کے پاس جائے اور وہ اس کا بہت محبوب بھی ہو مگر اس سے محبت کا اظہار نہیں کر پا رہا لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، مستقل رو رہا ہے تو اس محبوب کے دل پہ کیا اثر ہوگا، لاکھ بیان کرے وہ ایک طرف اور اس کے آنسوؤں کا بہنا یہ ایک طرف۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆
☆

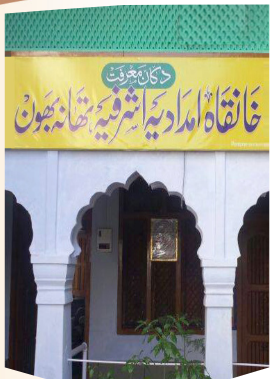

ملفوظاتِ اکابر

ملفوظاتِ حکیم الامت

سلسلہ نمبر ۳۲

حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

محبت کی قسمیں اور ان کا حکم

ارشاد فرمایا کہ محبت کی دو قسمیں ہیں، ایک عقلی، دوسری طبعی، اور مطلوب محبتِ عقلیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ محبوب کے احکام کی اطاعت کرے اور اپنی خواہش و ارادے کو اس کے احکام کے سامنے فنا کردے اور اس کے حکم پر کسی چیز کو ترجیح نہ دے۔ اور محبتِ طبعیہ میلان وانجذاب و وابستگی کا نام ہے اور قاعدہ ہے کہ محبتِ طبعیہ خاص درجہ میں ایک ہی سے ہوسکتی ہے، دوسے ایک درجہ کی نہیں ہوسکتی۔ اور یہ امرِ غیر اختیاری ہے کیونکہ اس کا مدار مناسبتِ طبع پر ہے جو بندے کے اختیار میں نہیں، بلکہ مامور بہا محبتِ عقلیہ ہے چنانچہ ہر مسلمان کو محبتِ عقلیہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زیادہ ہے، گو طبعاً اپنی جان سے زیادہ محبت ہو لیکن خدانخواستہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کوئی کافر گستاخی کرے تو اس وقت ہر مسلمان کو جوش آتا ہے اور جان دینے اور لینے کو آمادہ ہوجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبتِ طبعی بھی ہر مسلمان میں ہے، بس اتنا فرق ہے کہ بعض میں ہر وقت اس کا ظہور ہوتا ہے اور بعض کو کسی محرکِ قوی سے ظہور ہوجاتا ہے۔ (انفاسِ عیسیٰ، حصہ اول، جلد ۲۱، صفحہ ۱۹۵)

عوام اور خواص کی دین سے محبت کا فرق

ارشاد فرمایا کہ محبتِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عوام تو سب کچھ کر گزرتے ہیں اور خواص دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام کی نظر میں تو صرف ایک چیز ہوتی ہے یعنی محبت لہٰذا وہ اس کے مقتضاء پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں اور خواص کی نظر محبت کے ساتھ حکمت پر بھی ہوتی ہے مثلاً وہ مواقع پر دیکھتے ہیں کہ اگر مقتضائے محبت پر عمل کیا گیا تو اس سے مسلمانوں کو بمقابلہ نفع کے ضرر زیادہ پہنچے گا۔ خواص کی نظروں میں یہ چیزیں ہوتی ہیں جو عوام کی طرح جوش ظاہر کرنے سے ان کو روکتی ہیں کیونکہ تنہا جوش کافی نہیں بلکہ ہوش سے کام لینا ضروری ہے۔ (ملفوظات کمالات اشرفیہ، جلد ۲۳، صفحہ ۸۸)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (نانوتوی) نے حضرت سے ملازمت چھوڑ دینے کا اور توکل کرنے کا مشورہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ مولانا ابھی تو آپ پوچھ ہی رہے ہیں، پوچھنا دلیل ہے تردد کی اور تردد دلیل ہے خامی کی اور خامی کی حالت میں ملازمت چھوڑنا موجبِ پریشانی اور تشویشِ قلب کا ہوگا اور جب پختگی کی کیفیت قلب میں پیدا ہوجائے گی تو اور لوگ منع کریں گے اور تم رسّے توڑا کر بھاگو گے، وہ وقت ہے ترکِ اسباب کا۔ اور یہ پختگی شیخِ کامل کی صحبت میں رہ کر نصیب ہوتی ہے۔ غرض حضرت مولانا کو تو ملازمت کے چھوڑنے کو منع فرمایا مگر خود حضرت کا توکل بدرجۂ کمال بڑھا ہوا تھا۔ ایک نواب صاحب کو جو اپنی ریاست کا انتظام کرکے خود مہاجر بن کر مکہ میں رہنا چاہتے تھے، حضرت نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ یہاں جو آؤ تو اپنے خرچ کے لئے ریاست سے کچھ رقم منگالینے کے انتظام میں مضائقہ نہیں، گو فی حدذاتہ یہ بھی بے ادبی ہے، اور ایسی مثال ہے جیسے کوئی کسی بڑے کریم کا مہمان ہوکر آئے اور بغل میں کھانا دبا کر لائے تاکہ میزبان کے گھر بیٹھ کر کھائیں گے۔ ظاہر ہے کہ کتنی بڑی بے ادبی ہے لیکن ایک عارض کی وجہ سے اس کی اجازت ہے، وہ عارض یہ ہے کہ تم ابتداء سے اسباب کے خوگر ہو اور اس عادت کے بعد اسباب کا ترک کرنا موجبِ تشویش ہوگا۔ اس لئے ایسی رقم تو منگالیا کرو لیکن خیر خیرات کرنے کی غرض سے یہاں کچھ نہ منگانا کیونکہ اس کا انتظام اور تقسیم یہ خود خلافِ جمعیتِ خاطر ہے جو صاحبِ طریق کے لئے سخت مضر ہے۔ اور گو یہ فعل فی نفسہٖ سخاوت ہے لیکن ہر شخص کی سخاوت جدا ہے، یہ زاہد کی سخاوت ہے اور عاشق کی سخاوت دوسری ہے جو اس سے اکمل ہے، اور یہ شعر تحریر فرمایا۔

نان دادن خود سخائے صادق ست
جان دادن خود سخائے عاشق ست

(ترجمہ: روٹی دینا اچھی سخاوت ہے اور عاشق کی سخاوت جان دینا ہے)

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ۵، صفحہ ۳۶۳)

اہل اللہ کی محبت ضرور رنگ لاتی ہے

ارشاد فرمایا کہ جس کے قلب میں اہل اللہ کی اور دین کی عظمت ہو، یہ ضرور رنگ لاکر رہتی ہے، خالی نہیں جاتی، یہ خدا کی بڑی نعمت اور بڑی دولت ہے۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد ۵، صفحہ ۲۹۴)

(جاری ہے)

سلسلہ نمبر ۳۳

مجالسِ ابرار

شیخ المشایخ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۱) ارشاد فرمایا کہ جب کسی افسر کا مواجہہ (سامنا) ہو تو یَاسُبُّوْحُ یَاقُدُّوْسُ یَاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ کا ورد رکھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت ظاہر ہوگی۔

۱۵۲) ارشاد فرمایا کہ رسوخ مطلوب نہیں دوامِ عمل مطلوب ہے۔ گو بہ تکلف سہی۔ اگر احیاناً خلافِ حدودِ شریعت کام ہوجائے توبہ سے فوراً اس کی تلافی کرلے۔ تاخیرِ توبہ باعثِ ضرر ہوتا ہے۔

۱۵۳) ارشاد فرمایا کہ کلام میں، معاملات میں یا تقریر میں ایسا کوئی عنوان نہ آنے پائے جس میں اپنی بڑائی یا کمال یا خوبی ظاہر ہو۔ اس بات کی طرف جملہ اہلِ تعلق کی نگرانی بھی خصوصی چاہیے۔ نیز تاکید بھی کرتے رہنا چاہیے۔

۱۵۴) ارشاد فرمایا کہ اساتذہ اور مدارس کے طلباء کو استغفار کا اہتمام اور ''حیاۃ المسلمین'' کی روح نمبر ۲۲ کے مطالعے کا اہتمام کرنا چاہیے، اور ''جزاء الاعمال'' کو گھروں پر سنانے کا نظم بھی ہونا چاہیے۔ گناہوں کے نقصانات کو طلباء اور اپنے بچوں کو خوب زبانی یاد کرادینا چاہیے۔ رزق کی کمی میں معاصی یا ان کے مقدمات کے ارتکاب کو بڑا دخل ہے۔ اسی طرح حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اور ملفوظات کا مطالعہ ہر شخص کو نہایت ضروری ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کے راستے کی فہم سلیم عطا ہوتی ہے جو بڑی دولت ہے۔

۱۵۵) ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں سے گاہ گاہ اذیت پہنچتی ہے انہیں گاہ گاہ کچھ ہدیہ بہ تکلّف پیش کردیا کرے اور گاہ گاہ دعوت و ناشتہ بھی کردیا کرے، اس سے قلب کو حق تعالیٰ کے ساتھ فراغ حاصل ہوگا، اور بوقتِ اذیت یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا وِرد کریں اور حق تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کو سوچ لیا کریں۔

۱۵۶) ارشاد فرمایا کہ نماز میں خشوع سے نماز کامل ہوتی ہے اور خشوع بدون استحضارِ حق حاصل نہیں ہوتا، یعنی جب اس دھیان سے نماز پڑھے کہ حق تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں تو نماز میں خشوع کی کیفیت

پیدا ہوگی۔خشوع کا مفہوم یہ ہے کہ قلب حق تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے دھیان سے جھکا جارہا ہو۔ لیکن یہ دھیان بھی کب عطا ہوتا ہے جب بزرگانِ دین سے تعلق ہو، اوران کے مشورے سے کچھ اللہ تعالیٰ کا نام لینا شروع کردیا جائے۔ اِذَا تَكَرَّرَ عَلَى اللِّسَانِ تَقَرَّرَ فِي الْقَلْبِ جب زبان سے اللہ اللہ کروگے تو اس تکرار اور بار بار اللہ پاک کا نام لینے سے دل میں حق تعالیٰ کی محبت اُتر جائے گی۔ اور ہر وقت دھیان رہنے لگے گا کہ حق تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر اس مشق کی برکت سے بہ آسانی نماز کی نیت باندھتے وقت یہ دھیان کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں قائم ہوجائے گا۔اور جب یہ دھیان غائب ہوجائے پھر اس کو تازہ کرلیا جائے اس طرح سے نماز خشوع والی اور کامل ہوجائے گی اور یہی نماز پھر آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہوگی۔ اسی طرح تلاوت کے وقت بھی یہی خیال ہو کہ حق تعالیٰ ہماری تلاوت وذکر کو سن رہے ہیں۔ہم کو دیکھ کر خوش ہورہے ہیں۔ بلکہ یہ تصور تو ہر وقت رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ دائمی حضوری غفلت سے اور گناہ سے بچانے کے لیے اکسیر اعظم ہے۔ احقر مرتب کے دوشعر مناسبِ موقع درج ہیں۔

نورِ حق از ذکرِ حق در جاں رسد
از زباں در دل ز دل تا جاں رسد

حق تعالیٰ کا نور حق تعالیٰ کے ذکر سے جان میں داخل ہوجاتا ہےاوراس طرح کہ پہلے زبان سے دل میں پھر دل سے جان میں داخل ہوجاتا ہے۔

نورِ حق از ذکرِ حق در جاں رسد
از زباں در دل ز دل تا جاں رسد

اپنی جان کو حق تعالیٰ سے باندھے ہوئے اور دردِ دِل کو دُعا میں شامل کیے ہوئے ہیں۔

۱۵۷)ارشاد فرمایا کہ کافروں کی آپس میں دوستی اور طرح کی ہوتی ہے یعنی صرف دنیا کے اغراض سامنے ہوتے ہیں لیکن ایمان والوں کی آپس میں دوستی کے علامات ولوازم حق تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں یہ ارشاد فرمائے ہیں: وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ایمان والے بندے آپس میں ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔ایک دوسرے کے دوست ہیں۔جن کی شانِ دوستی یہ ہے کہ ایک دوسرے کو بھلی باتوں کا حکم کرتے ہیں اور بُری باتوں سے روک ٹوک کرتے ہیں۔افسوس کہ آج کل ہم لوگ بُرائیوں کو دیکھ کر خاموش رہنے کو دوستی کا حق سمجھتے ہیں

اور ڈرتے ہیں کہ میں کچھ کہوں گا تو وہ صاحب ناراض ہوجائیں گے اور دوستی ختم ہوجائے گی۔ اس جُرم کی سزا یہ ملتی ہے کہ ان کے قلوب آپس میں ایک دوسرے کے احترام سے خالی ہوجاتے ہیں اور ہر ایک دوسرے پر غائبانہ تنقید اور غیبت کرتا ہے۔ اور یہ سزا مطابقِ عمل ہے، کیونکہ جو شخص حق تعالیٰ کے اوامر اور نواہی میں خاموش رہا گویا اس نے حق تعالیٰ کی عظمت کا حق نہیں ادا کیا۔ پھر اس کا احترام دلوں سے کیوں کر نہ اٹھ جائے گا؟ حضرتِ اقدس پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا تھا کہ ایک بزرگ نے کسی کو گناہ کرتے دیکھ لیا، اتنا صدمہ ہوا کہ گھر آکر صاحبِ فراش ہوگئے اور پیشاب میں خون آگیا۔ اللہ اکبر! کس درجے کے بزرگ تھے۔ عموماً آج کل کی دوستی اس نوع کی ہوا کرتی ہے ؎

من تُرا مُلاّ بگویم تو مرا حاجی بگو

میں تجھے مُلّا کہا کروں گا اور تم مجھے حاجی کہا کرنا۔ حالانکہ مؤمن آئینہ ہے مؤمن کا۔ حدیثِ پاک ہے: اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی کوئی بات کھٹک والی دیکھے مناسب موقع سے مناسب انداز سے اپنے کو کمتر مخاطب کو افضل سمجھتے ہوئے عرض کردے۔ دوسروں سے کہتا نہ پھرے۔ اسی لیے حدیث میں آئینہ سے مثال دی ہے کہ آئینہ صرف اسی کو عیب بتاتا ہے جو اس کے سامنے ہوتا ہے دوسروں کو غائبانہ نہیں بتاتا۔ پس مسلمان کو بھی اس حدیثِ پاک پر عمل اسی طرح کا ہونا چاہیے جس طرح لفظ آئینہ سے صاف واضح ہوتا ہے۔ اور غیبت کا زنا سے اشد ہونا دوسری حدیث سے منصوص بھی ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆
☆

سلسلہ نمبر ۳۴

پردیس میں تذکرۂ وطن

(جنوبی افریقہ کے دسویں سفر کے ملفوظات)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جامع و مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور فَادْخُلِیْ بِعِبٰدِیْ نہیں فرمایا کہ میرے بندوں کے پاس جاؤ بلکہ فرمایا فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ میرے بندوں میں داخل ہوجاؤ یعنی سر سے پیر تک دل اور جان اور جسم سب لے جاؤ۔ دخول کی دو قسمیں ہیں: دخولِ تام اور دخولِ ناقص۔ تام یہ ہے کہ جسم دل اور جان سب داخل ہوجائے اور ناقص یہ ہے کہ جسم داخل ہو اور دل کہیں اور ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس اندازِ بیان پر قربان ہوجائیں تب بھی حق ادا نہیں ہوسکتا فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ فرمایا چونکہ ظرف مظروف کو بالکل گھیر لیتا ہے۔ اللہ والوں کے ظرف میں تمہارے قلب اور جسم و جاں کا مظروف بالکل سما جائے۔

اس کے بعد وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ہے جنت کی نعمت خالص ہے، وہاں کوئی الم اور رنج و غم نہیں ہوگا، جنت خالص راحت ہوگی تو خالص راحت میں پہلی راحت اللہ تعالیٰ نے یہی بیان کی کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ میرے خاص بندوں میں داخل ہوجاؤ، تم کو بہت آرام ملے گا کیونکہ ان کے پاس آرامِ جاں ہے، وہ اپنے دل میں خالق کو لیے ہوئے ہیں اس لیے ان کے پاس تم کو مکمل اور بے مثل آرام ملے گا۔ اس لیے جسم سے، دل سے، روح سے میرے بندوں میں داخل ہوجاؤ، خالی جسم نہ لے جاؤ کہ بیٹھے تو ہو اللہ والوں کے پاس اور دل حوروں میں لگا ہوا ہے اس لیے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ہے کہ میرے بندوں میں داخل ہوجاؤ مع جسم و دل اور روح کے اور جنت میں یہ خود بخود ہوگا، اللہ کے خاص بندوں کی ملاقات میں حوریں وغیرہ یاد نہ رہیں گی کیونکہ ان کے پاس اللہ ہے جو خالقِ حور ہے، جو جنت کی تمام نعمتوں کا خالق ہے۔ پس اللہ والوں کے پاس خالقِ جنت ہے اس لیے پہلے ان کے پس بیٹھو پھر بعد میں جنت جاؤ، نعمتیں تمہارے لیے بنائی ہیں، نعمتوں میں مشغولی بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے مگر فَادْخُلِیْ مضارع سے بنا ہے اور مضارع میں حال اور استقبال دو زمانہ ہوتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اہل اللہ سے ملنے کے بعد اہلِ جنت، جنت کی نعمتوں سے مستفید ہوکر اہل اللہ کی صحبت میں بار بار آئیں گے اس لیے حکم ہورہا ہے کہ حالاً بھی اللہ والوں میں داخل ہوجاؤ اور مستقبل میں بھی ملتے رہو۔

فہرست پر جائیے

جنت سے اور حوروں سے استفادہ کرو پھر آکر اہل اللہ سے ملو جنت میں بھی تم اہل اللہ سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ صیغۂ مضارع استمرار کا متقاضی ہے۔ اللہ والوں کا ساتھ دنیا اور آخرت دونوں میں ضروری ہے۔

پس دنیا میں اہل اللہ سے جو مستغنی ہوگا اس کا دین سلامت نہ رہے گا۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ کے بعد فرمایا وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اس تقدم و تاخر میں بہت علوم ہیں۔ اللہ والوں کی ملاقات کو جنت پر مقدم فرمایا یعنی نعمتوں کا درجہ بعد میں ہے پہلے ان سے ملو جن کے دل میں نعمت دینے والا ہے، پہلے میرے خاص بندوں سے ملو، ان کو مجھ سے نسبت ہے یعنی جنت کی نعمتیں بعد میں استعمال کرو، پہلے میرے عاشقین سے ملو کیونکہ میں ان کے دل میں ہوں۔ مطلب یہ ہوا کہ پہلے خالقِ جنت سے ملو پھر جنت میں جاؤ۔ میرے خاص بندوں سے ملنا گویا مجھ سے ملنا ہے۔ جب تم ان سے ملو گے تب تم کو جنت کا لطف زیادہ آئے گا۔ منعمِ حقیقی جن کے دلوں میں ہے جب ان سے مل کر آؤ گے تو نعمت کا مزہ اور بڑھ جائے گا، جنت کا مزہ اور بڑھ جائے گا، جنت کا مزہ موقوف ہے اللہ والوں کی ملاقات پر کیونکہ یہ میرے بندے ہیں، دنیا میں بھی یہ میرے ہو کے رہے، نہ نفس کے ہوئے نہ شیطان کے ہوئے ساری زندگی میرے بن کے رہے، نفس و شیطان کی بات نہیں مانی پھر میں یائے تخصیصیہ کیوں نہ لگاؤں، ان کو کیوں نہ کہوں عِبٰدِیْ کہ یہ میرے ہیں، ورنہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادٍ فرمادیتے کہ جاؤ بندوں میں بیٹھو۔ نہیں! عِبٰدِیْ فرمایا کہ یہ میرے خاص بندے ہیں، یہ دنیا میں بھی میرے ہو کے رہے، مجھ پر قربان رہے جسم سے، جان سے، ہر سانس سے، جب کہ ان کو تقاضے گناہ کے بھی تھے لیکن گناہوں کے تقاضوں پر صبر کیا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ہم نے ان کے اندر نافرمانی کا مادہ بھی پیدا کیا تھا اور تقویٰ کا مادہ بھی پیدا کیا تھا مگر انہوں نے تقویٰ کے مادہ پر عمل کیا نافرمانی کے مادہ پر صبر کیا، گناہوں کے تقاضے تو ان کو رہے مگر ان پر صبر کیا اور تقویٰ کے تقاضوں پر عمل کیا، یہ ہمارے بن کے رہے، اگر کبھی غلطی بھی ہوگئی تو توبہ سے اس کی تلافی کی، دل سے توبہ کی، اللہ کے حضور میں کلیجہ رکھ دیا اور خون کے آنسو بہائے، مولانا رومی نے فرمایا کہ آنسو اصل میں جگر کا خون ہے مگر خدا کے خوف سے پانی بن گیا ہے ؎

در مناجاتم ببیں خونِ جگر

اے دنیا والو! میرے آہ و نالوں میں میرے جگر کا خون دیکھ لو، میری مُناجات خالی زبانی نہیں ہے، میری آہوں میں، میری دعاؤں میں میرے جگر کا خون دیکھ لو۔

(جاری ہے)

گھر سے ٹی وی نکال دیجیے!

اپنے گھر میں ٹی وی نہ رکھیں، پاکستان کے تمام علماء کا اجماع ہے کہ ٹی وی دیکھنا حرام ہے۔ آپ کی بیوی اگر کرکٹ دیکھ رہی ہے تو نامحرم مردوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے یا نہیں؟ اور حاجی صاحب یا مولوی صاحب اگر ٹی وی دیکھ رہے ہیں اور کوئی عورت خبریں سنا رہی ہے تو یہ عورتوں کو دیکھنا حرام ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب یہ تصویر نہیں عکس ہے۔ اگر تالاب یا دریا میں مولانا صاحب وضو کررہے ہیں اور کوئی عورت پانی بھر رہی ہے اور اس کی شکل نظر آرہی ہے جو تصویر نہیں عکس ہے آپ علماء حضرات جو یہاں بیٹھے ہیں بتائیں کہ اس کا عکس دیکھنا جائز ہوگا؟ اسی طرح بہو بیٹیوں کا ٹی وی پر نامحرم مردوں کو دیکھنا یہ آنکھوں کا زِنا ہے یا نہیں؟ لہٰذا ٹیلی ویژن اپنے اپنے گھروں سے نکال دیجیے ورنہ آپ اور آپ کی اولاد ضائع ہوجائے گی، ہر وقت آنکھوں کا زِنا ہوگا، کوئی صاحبِ نسبت نہیں ہوسکتا۔ یہاں بیویوں پر آپ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کا مظاہرہ کریں مگر قوامیت کے ساتھ عاشقیت کا دامن نہ چھوٹنے پائے ان کی لیلائیت قائم رہے اور آپ کی قیسیت بھی قائم رہے اور اس طرح سے کہو کہ دیکھو ٹیلی ویژن سے اخلاق خراب ہوں گے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے، تم مردوں کو دیکھتی ہو تمہاری آنکھوں کا زِنا ہوگا اور ہم عورتوں کو دیکھتے ہیں ہماری آنکھوں کا زِنا ہوگا اور اللہ کا غضب نازل ہوگا تو نہ تم خیریت سے رہوگی نہ ہم خیریت سے رہیں گے، بچے بھی خیریت سے نہیں رہیں گے۔ بتاؤ! جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں وہ آباد رہ سکتا ہے؟ آئے دن مصائب آئیں گے۔ اب رہ گیا یہ کہ میں کنجوس نہیں ہوں، میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ غنی ہے تو اللہ تعالیٰ کا نام لینے والے بھی غنی ہوتے ہیں لہٰذا جتنی قیمت ٹیلی ویژن کی ہے مجھ سے لے لو اور ٹیلی ویژن کو ہم گھر سے نکال دیتے ہیں۔ ٹیلی ویژن جس سے خریدا ہے اس کو بیچنا جائز ہے دوسرے مسلمانوں کو دینا جائز نہیں ہے، ہاں کفار کو دے سکتے ہو کیونکہ مسلمانوں کو دینے سے وہ دیکھیں گے اور آپ اس کا سبب بن جائیں گے اور اگر ہمت ہو تو اسے باہر روڈ پر رکھ کر سنگسار کرو پتھر مارو اور کچھ کاغذ رکھ کر دیا سلائی لگادو۔ اس پر اجرِ عظیم ملے گا اور اپنے گھروں میں کسی کی بھی فوٹو نہ رکھو، نہ پیر کی نہ وزیر اعظم کی نہ صدر کی نہ کتے کی نہ بلی کی، بچوں کو بھی فوٹو نہ رکھنے دیں، لوگ کہتے ہیں ارے، ہم تھوڑی رکھتے ہیں چھوٹے چھوٹے معصوم بچے رکھ لیتے ہیں لیکن یاد رکھو بچوں کے جرم میں ابا پکڑا جائے گا، کیونکہ بچہ اس کی زیر نگرانی ہوتا ہے، باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچہ کو گناہ سے بچائے۔ (ملفوظات خزائن شریعت و طریقت، ص ۲۵۵)

ارشادات: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فہرست پر جائیے

ملفوظاتِ اکابر

قسط: ۹

عشقِ حق اور عشقِ اکابر

لسانِ اختر، اخترِ ثانی، ترجمانِ اکابر، شیخ الحدیث، شیخ العلماء، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد المتین صاحب دامت برکاتہم

مرتب: یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

مرتکبِ معصیت عادتاً کو اصطلاحِ شریعت میں عالم ہی نہیں کہتے

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا کہ رحمٰن کی شان کو کسی باخبر سے پوچھو، یعنی علمائے دین سے پوچھو۔ یہ علمائے دین کون ہیں؟ جو دین پر سو فیصد عمل کرنے والے ہوں اور راسخین فی العلم ہوں۔ علم اور فہمِ علمِ دین میں خام نہ ہوں کہ کچّے پن کی وجہ سے اکابرِ دین سے ٹکرانے لگیں۔ حقیقت میں عالم کس کو کہتے ہیں؟ یہ قرآنِ پاک نے بتا دیا: اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا (سورۃ فاطر: آیۃ ۲۸) جس کے اندر خشیت ہو، علوم بھی ہوں، خشیتِ الٰہیہ بھی ہو، جب وہ عالمِ دین ہے، جب وہ نائبِ رسول ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، تمام ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا اس پر اجماع ہے، پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ كُلُّ مَنۡ عَصَى اللّٰهَ فَهُوَ جَاهِلٌ (ترجمہ: جو بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ جاہل ہے۔)

علوم کا سمندر تو اس کے پاس ہے لیکن اس کے مطابق عمل نہیں، یعنی کہ فرائض و واجبات کو ترک کرتا ہے، گناہوں میں ملوث ہوتا ہے تو علوم کے سمندر کے حامل ہونے کے باوجود اصطلاحِ شریعت میں، دین کی نظر میں وہ عالم نہیں ہے۔ بات سمجھ میں آئی میرے دوستو! اس لئے علم کے ساتھ عمل کی بھی ضرورت ہے، عمل کا بھی اہتمام ضروری ہے۔ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی عظیم الشان ایک بات فرماتے تھے کہ ہمارا پورا نام تھا طالب العلم والعمل، پتا نہیں کیسے کیسے گردشِ زمانہ سے اب یہ صرف طالب علم نام رہ گیا۔ میرے دوستو! عالمِ دین وہی ہوتا ہے جو علم کے ساتھ عامل بھی ہوتا ہے، عمل بھی اس کے اندر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرما دے۔

ہمارے حضرت حکیم الاسلام قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، اور یہ بتا تا چلوں کہ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے شیخِ اول بھی تھے، الحمد للہ۔ فرماتے تھے کہ میرے دوستو!

اس زمانے میں آپ کم ازکم اتنا تو کرو کہ فرائض وواجبات کا اہتمام کرو اور ہر گناہ سے بچو۔ اگر اتنا کام آپ نے کرلیا تو آپ اپنے زمانے کے جنید بغدادی ہیں، بایزید بسطامی ہیں۔ میں نے خود اپنے کانوں سے اس ملفوظ کو سنا ہے۔

اسی سلسلے میں ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو نقل کیا کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ تھے، بہت بڑے عالم بھی تھے۔ ایک جوان اُن کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضرت! آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے، رہنے کی اجازت دے دی کہ ایک جوان ہے، صحبت اہل اللہ کا اس کو شوق ہے، رہے۔ دس سال گزر گئے۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے رخصت ہونے کی اجازت دے دیجئے، میں ایک مقصد سے آیا تھا وہ حاصل نہیں ہوا، اب میں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ کیا مقصد تھا؟ کہا، لوگوں سے ہم نے سنا تھا کہ آپ بہت بڑے بزرگ، بہت بڑے ولی اللہ ہیں، تو دس سال تک میں نے انتظار کیا کہ ولی اللہ ہیں تو کچھ علامات تو دیکھ لوں لیکن مجھے ولایت کی کچھ بھی علامت نظر نہیں آئی، کبھی ہواؤں پر آپ کا اُڑنا نہیں دیکھا، دریاؤں پر چلنا نہیں دیکھا، دریا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنا، یہ بھی نہیں دیکھا تو کب تک انتظار کرے ایک جوان آدمی، اس لئے اب رخصت ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور روتے ہوئے فرمایا کہ اچھا بیٹے! ایک بات بتاؤ، دس سال تک آپ میرے ساتھ رہے، آپ نے کبھی مجھے کوئی بھی گناہ کرتے دیکھا؟ جواب میں کہا نہیں، کوئی گناہ کرتے نہیں دیکھا۔ تو حضرت رونے لگے، فرمایا کہ وہ بندہ جو دس سال تک ایک بھی گناہ نہیں کرتا، اس سے بڑھ کر تم کیا کرامت تلاش کرتے ہو؟ اس سے بڑھ کر کون سی کرامت دیکھنا چاہتے ہو؟ وہ جوان وہیں بیٹھ کر رونے لگا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، بے ادبی ہوگئی، مجھے معاف فرمائیے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (ترجمہ: سب سے زیادہ باکرامت وہ شخص ہے جو اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والا ہو، گناہوں سے خوب بچنے والا ہو)۔

گر ہوا پہ اُڑتا ہو وہ رات دن	ترکِ سنت جو کرے شیطان گِن

دین پر زندگی نہ ہو اور ہواؤں پر اُڑ رہا ہو تو وہ دھوکے باز ہے، اصل تو کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا راستہ ہے، جن کے ساتھ تقویٰ، طہارت اور اتباعِ شریعت کی زندگی ہو، صدق وصفا کی زندگی ہو تو ان کے راستے پر چلو، ان کی معیت اختیار کرو، ان کی صحبت حاصل کرو، ان کی ہدایت پر چلو تو تم اللہ والے بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمادے۔

اکابرینِ دین کے طریق سے ہٹنے میں سراسر گمراہی ہے

یہ کیا بات ہے میرے دوستو کہ ہم اپنے بزرگوں کو چھوڑ کر، اکابرِ دین کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ میں اس مسجد کے اندر، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں قسم بخدا! اکابرِدین و اسلافِ اُمت کے راستے کے بغیر راہِ حق بالکل نہیں ہے، اگر کچھ ہے تو وہ گمراہی ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ صرف یہ نہیں کہ بزرگ تھے، عارف تھے بلکہ بڑے عالم بھی تھے، بخاری شریف پڑھاتے تھے، فرماتے ہیں ؎

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد	کم کسے زابدالِ حق آگاہ شد

پورے عالم میں جہاں بھی گمراہی ہے عارفینِ اُمت، سچے ربانیین، اللہ والوں سے دوری کے سبب سے سب گمراہی پھیل رہی ہے۔ اس لئے اگر راہِ حق پر جینا ہے، راہِ حق پر مرنا ہے، صراطِ مستقیم پر چلنا ہے تو اکابرِدین کے راستے پر چلے چلو۔ اسی کو فرمایا کہ اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ۔ تمام برکتیں اور بھلائیاں تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں، ان کی معیت میں، ان کے راستے میں ہیں۔

ایک اور حدیثِ پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ نسبی تعلقات، خونی تعلقات کی وجہ سے وہ مجھ سے قریب ہیں، میرے اقرب ہیں:

((اِنَّ اَھْلَ بَیْتِیْ ھٰؤُلَآءِ یَرَوْنَ اَنَّھُمْ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ
وَاِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیَ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ کَانُوْا وَحَیْثُ کَانُوْا))

(صحیح ابن حبان: جزء ۲ ص ۴۱۵ رقم ۶۴۷)؛ (معجم الکبیر للطبرانی: جزء ۲۰ ص ۱۲۰ رقم ۲۴۱)

میرے سب سے زیادہ مقرّب وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں چاہے کوئی بھی ہو اور دنیا کے کسی بھی علاقے، کسی بھی خطے کا آدمی ہو، مشرق میں ہو مغرب میں ہو، شمال میں ہو جنوب میں ہو، لیکن یہ ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو، دین پر زندگی گزارتا ہو، گناہوں سے بچتا ہو تو وہ میرا ہے ؎

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

ترجمہ: ہزار یگانے جو اللہ سے بیگانے ہیں، ان کے بجائے اس بیگانے پر میں سو جان سے فدا ہوں جو میرے محبوبِ پاک کا یگانہ اور چاہنے والا ہے۔ بات سمجھ میں آئی دوستو! اس لئے میرے دوستو! گناہوں کو چھوڑنے کا اور کامل اتباعِ شریعت کا تو پکا ارادہ کریں ہم سب۔

(جاری ہے)

قسط: ۴

قلبِ سلیم کی علامات اور حصول کا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

میڈیا اور ٹی وی کی تباہ کاریاں

آج مجھے اطلاعات ملتی ہیں کہ بوڑھے باپ اور بیٹے دفتر میں لیپ ٹاپ پر گندی فلمیں دیکھ رہے ہیں، تاش کھیل رہے ہیں، چار پانچ لوگ مل کر لوڈو کھیلتے ہیں جس پر حرام شرطیں لگتی ہیں۔ آج ہم نے اپنی یہ حالت کی ہوئی ہے، اپنے گھروں کے اندر ہمارے کیسے حالات ہیں! ٹی وی پر کیسے کیسے پروگرام آتے ہیں، فحاشی، بے حیائی، عریانی، زنا، حرام عشق، گھر سے بھاگنا، کورٹ میرج کرنا، طلاق دینا، شراب پینا، نشہ استعمال کرنا، کیسے بے حیائی کے کپڑے پہنے جائیں، کیسے تیراکی کا لباس پہنا جائے، یہ سکھایا جاتا ہے کہ کیسے کمینے پن کا فیشن کیا جائے جبکہ باریک اور چست لباس پہننے والی عورتوں کے بارے میں حدیث پاک میں ہے کہ ننگی اٹھائی جائیں گی۔ ٹی وی پر دینی پروگرام دیکھ کر پوری دنیا میں کوئی ایک عورت رابعہ بصریہ بنی ہو تو مجھے بتائیں اور اس کا ایڈریس دے دیں، میں اپنے گھر کی خواتین کو کہوں گا کہ فون کر کے دعا کرالیں۔

قرآن و حدیث سے نظر کی حفاظت کا حکم

ان حالات کو جانتے ہوئے بھی ہمیں کہتے ہیں کہ تم میڈیا اور ٹی وی کے خلاف بہت زیادہ چلّاتے ہو، اس کے حرام ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ ہمارے شیخ نے ہمیں سکھایا، فرمایا کہ ویسے تو بہت دلائل ہیں، ایک قرآن پاک کی آیت ایک حدیث پاک ٹی وی کو حرام کرنے کے لئے کافی ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ (سورۃ النور: آیۃ ۳۰)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایمان والے مردوں سے کہہ دیں کہ اپنی بعض نظریں نیچی رکھیں۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ (سورۃ النور: آیۃ ۳۱)

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایمان والی بیبیوں سے کہہ دیں کہ اپنی بعض نظریں نیچی رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ایمان والے مردوں اور بیبیوں سے کہہ دیں کہ اپنی بعض نظریں نیچی رکھیں۔اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

((زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ))

(صحیح البخاری:(قدیمی)؛ کتاب الاستیذان؛ ج۲ص ۹۲۳)

کہ نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے، چاہے مرد غیر محرم عورتوں کو دیکھے یا عورتیں نامحرم مَردوں کو دیکھیں، دونوں کا یہی حکم ہے۔دوستو! ہم مرجائیں گے مگر پیچھے کیبل ٹی وی چلتا رہے گا، گناہ جاریہ ہوتا رہے گا۔ اللہ معاف فرمائے، جان دینے کے لئے تیار ہونا چاہیے، لیکن یہاں جان کیا خاک دیں گے کیبل اور ٹی وی نہیں نکلتا۔ ہمارے حضرت ہمیں اُحد کے میدان میں رات بارہ بجے لے جاتے تھے، چٹائیاں بچھ جاتی تھیں بیان فرماتے تھے، تجدیدِ بیعت فرماتے تھے اور اُحد کے ستّر شہیدوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں دعا فرماتے ''اے اللہ! ان ستّر شہیدوں نے ایک وقت میں اپنی جانیں دے دیں، اے اللہ! ان کی وفاداری کے صدقہ ہمیں اپنی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفاداری عطا فرما۔''

نظر کی حفاظت عورتوں پر بھی فرض ہے

کبھی کبھی کوئی بحث کرتا ہے کہ ٹی وی پر جو یہودی، عیسائی، ہندو اور جو فاسق مسلمان آتے ہیں، وہ ہماری بیٹی، بہن، بیوی کو جانتے بھی نہیں، ان کو دیکھتے تو نہیں، پھر تم کیوں چلّاتے ہو؟ ٹی وی پر آنے والے مرد جب ہماری بیٹیوں کو دیکھتے ہی نہیں ہیں تو بتاؤ کیوں منع کرتے ہو؟ ارے جناب! قرآن پاک حدیث پاک سے سب جواب مل جائیں گے اگر ہم اللہ والے علماء مفتی صاحبان کے پاس جائیں۔اب سنئے! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ہماری دو مائیں موجود تھیں، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ایک نابینا بوڑھے صحابی حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ داخل ہوتے ہیں، بوڑھے ہیں، اسّی یا پچاسی برس کے ہیں، دو تین روایتیں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری دونوں ماؤں سے فرماتے ہیں اِحْتَجِبَا مِنْهُ اے بیبیو! پردہ کرلو، ہماری ماؤں نے عرض کیا:

((أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ))

(جامع الترمذی:(ایچ ایم سعید)؛ باب ما جاء فی احتجاب النساء؛ ج۲ص ۱۰۶)

یہ تو نابینا ہیں، ہمیں دیکھتے نہیں ہیں، جانتے نہیں ہیں، دیکھو! ٹی وی والے مرد بھی ہماری بہو بیٹیوں کو

دیکھتے نہیں ہیں نا۔لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا جواب دیا؟ یہ قیامت تک کے لئے جواب ہے اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم اس کو نہیں دیکھتی ہو؟ پردہ کرلو۔اب آپ لوگ فیصلہ کرلیں کہ وحی کا زمانہ تھا،حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود موجود تھے، ہماری ماؤں پر دوسروں کا نکاح حرام ہے،آنے والے صحابی ہیں جن کے لئے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ اُن سے راضی وہ اللہ سے راضی کا سرٹیفکیٹ ہے، حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ صحابی بوڑھے بھی ہیں حتیٰ کہ نابینا بھی ہیں،ان خواتین کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے مگر ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پردہ کرارہے ہیں۔اب آپ فیصلہ کرلیں کہ یہ ٹی وی کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ داماد ہے تو ہر کمرے میں گھس رہا ہے،ارے صاحب!اگر اس کو روکا تو وہ ناراض ہوجائے گا، پھر ہماری بیٹی کا کیا ہوگا؟ اس کی خوشیوں کا کیا ہوگا؟ یہ بتائیں میری اور آپ کی بیٹی کی خوشیاں کس کے ہاتھ میں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں،بس اللہ کو راضی کرلیں،اللہ تعالیٰ کو خوش کرلیں تو سب کام بن جائیں گے ۔

کوئی مزہ،مزہ نہیں کوئی خوشی،خوشی نہیں
تیرے بغیر زندگی،موت ہے زندگی نہیں

اولاد کو دین سکھانے کے دینی و دنیاوی ثمرات

آج اگر کوئی کہے کہ اپنی اولاد کو حافظ بناؤ، عالم بناؤ،تو کہتے ہیں کہ بھائی یہ کھائے گا کہاں سے؟ ارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کس نے کھلایا،امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کس نے کھلایا،اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کس نے کھلایا۔میرے حضرت تو گمنام مدرسہ میں پڑھے تھے،کسی نے کہا آپ دار العلوم دیوبند میں پڑھیں تو آپ کے لیٹر پیڈ اور وزٹنگ کارڈ پر لکھا ہوگا فاضل دار العلوم دیوبند،آپ کو بڑی عزت ملے گی،فرمایا کہ میں عزت کے لئے پڑھ ہی نہیں رہا ہوں،میں رب العزت کے لئے پڑھ رہا ہوں کیونکہ اس گمنام مدرسہ میں میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں، مجھے ان کی صحبت چاہیے، میں پہلے نمبر پر اللہ کی رضا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اللہ تعالیٰ سے تعلق مع اللہ کو پسند کرتا ہوں اور علم کو دوسرے نمبر پر رکھتا ہوں۔اگر علم سے ولایت ملتی تو اللہ معاف فرمائے شیطان ولی ہوتا،بلعم باعورا جس کا سورۂ اعراف میں ذکر آیا ہے،اس کی زبان کتے کی طرح باہر نکل گئی،وہ بھی کامیاب ہوتا نعوذ باللہ۔تو فرمایا کھلانے والے اللہ ہیں،لیکن ہماری جو اولاد دنیا کے کام میں نہیں چلتی،تو اس کے بارے میں کہتے ہیں اسے مدرسہ میں داخل کرادو،دو روٹیاں نکال ہی لے گا تو جس کی بنیاد ہی دو روٹیاں ہیں،وہ منبر سے دو روٹیاں ہی بیان کرے گا اور کیا بیان کرے گا۔

(جاری ہے)

خاص مضمون

دینی و اصلاحی سفر پاکستان نومبر ۲۰۲۴ء
کے مضامین و ملفوظات کا سلسلہ

شیخ ترجمانِ اکابر عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالمتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم

(۱۲ نومبر ۲۰۲۴ء: بعد مغرب، درحجرہ، غرفۃ السالکین گلستانِ جوہر کراچی)

بغیر اہل اللہ کے اصلاح خود سے نہیں ہوتی

ارشاد فرمایا کہ: ہمارے حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں عادۃ اللہ یہی جاری ہے کہ بغیر کسی اہل اللہ کی صحبت کے اصلاح ہوتی نہیں ہے، اور دین پر چلنے کے لئے ضروری ہے فہم دین عطا ہو، فہم دین ضروری ہے، اور حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ نورِ فہم کسی فانی فی اللہ، باقی باللہ کی صحبت کے بدون حاصل نہیں ہوسکتا۔ بات سمجھ میں آئی میرے دوستو، دونوں کام ضروری ہیں۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ دارالعلوم دیوبند کے مہتمین ہیں، ہمارے مدارس دینیہ سب دیوبندی مدارس ہیں، دارالعلوم دیوبند کے دو نصاب تھے، ایک نصاب درسیات اور ایک ہے نصاب ولایت، نصابِ درسیات اور نصابِ ولایت ان دونوں کے جامع تھے یہ دارالعلوم دیوبند کے اکابر دین۔

حضرت مفتی شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ والد صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دارالعلوم دیوبند کا وہ دیکھا ہے کہ مہتمم سے لے کر چپراسی تک ہر شخص صاحبِ نسبت، ولی اللہ تھا، مہتمم بھی صاحب نسبت ولی اللہ اور ہر مدرس، ہر ملازم صاحب نسبت ولی اللہ، وہ زمانہ ہم نے دیکھا ہے، وہی دارالعلوم تھا اصل میں! کہ نصاب درسیات میں بھی بڑے محققین تھے وہ حضرات! اور ولایت کے اعلیٰ درجہ پر بھی فائز تھے، اصل دارالعلوم وہی ہے، چنانچہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب الہ آبادی رحمہ اللہ، انہوں نے فرمایا تھا علمائے ندوہ سے کہ اے علمائے ندوہ بات سنو۔

دار العلوم روح کے جلنے کا نام ہے
دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے

فرمایا تھا یہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے، تو علمائے ندوہ بہت روئے ایسی بات کو سن کر، کیونکہ علمائے ندوہ کو اُس زمانے میں تصوف کے ساتھ خاص تعلق تھا نہیں، بلکہ دوری تھی، تو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا اے علمائے ندوہ! یہ بتاؤ کہ یہ حدیث ہے کہ العین الحق، کہ نظر بد حق ہے، یہ مانتے ہو کہ نہیں کہ یہ حدیث پاک ہے، انہوں نے کہا کہ ہاں مانتے ہیں کہ العین الحق، تو فرمایا کہ جب بری نظر موثر ہوتی ہے، اس کی تاثیر کو مانتے ہیں تو اچھی نظر کی تاثیر کو کیوں نہیں مانتے! جو برا ہو اس کی بری تاثیر کو تو مانتے ہیں کہ اس کا اثر ہوتا ہے، تو جو لوگ اچھے ہوتے ہیں، اللہ والے ہوتے ان کی اچھی نظر کی تاثیر کو کیوں نہیں مانتے! تو وہ حضرات بہت روئے، اس موقع پر مولانا نے فرمایا تھا ؎

دار العلوم روح کے جلنے کا نام ہے
دار العلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے

اور فرمایا ان بزرگ نے کہ ؎

نجانے کیا کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستارِ فضیلت گم ہوں دستار محبت میں

اور ؎

عشق جس کا امام ہوتا ہے
اُس کا اونچا مقام ہوتا ہے

کہاں سے کہاں پہنچ گئے یہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ حالانکہ حکیم الامت تھانویؒ سے بہت دوری تھی، حضرت پر اعتراضات کرتے تھے، حضرت حکیم الامت کے خلاف لکھتے تھے، ایک دفعہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے ملنے گئے، عالم تھے، مصنف تھے، مورخ تھے، وہاں جا کر دیکھا کہ مولانا عبد الباری ندوی صاحبؒ پہلے سے پہنچے ہوئے ہیں، کہا اچھا آپ بھی پہنچ گئے! تو بہر حال وہاں علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ حضرت حکیم الامت کی مجلس میں بیٹھ گئے، دو تین مجلس میں بیٹھے تو دل پر اتنا اثر ہوا کہ یا اللہ کیا بات ہے یہاں!

(جاری ہے)

مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ گلستان جوہر بلاک ۱۲ کراچی

مرکز الافتاء والارشاد
غرفۃ السالکین کراچی
C-96 گلستان جوہر بلاک 12،
نزد سندھ بلوچ سوسائٹی گیٹ نمبر 2 کراچی

(مرکز الافتاء والارشاد، غرفۃ السالکین، گلستانِ جوہر کراچی)

فقہی مسائل اور اُن کا حل

فرض نمازوں کے بعد کیفیتِ دعا

سوال: حضرت مفتی صاحب سوال یہ ہے کہ اکابرین اور انکے متعلقین کے ہاں مساجد میں ایک فرق دیکھا جو عام مساجد میں نہیں پایا وہ یہ کہ دعا بالکل مختصر کی جاتی ہے اور دعا کے شروع میں زور سے الحمدللہ وغیرہ کہہ کر دعا شروع ہونے کا اشارہ بھی نہیں دیا جاتا اور اسی طرح درود شریف زور سے پڑھ کر نہ دعا کے ختم ہونے کا اشارہ دیا جاتا ہے۔ میں نے کسی بڑے سے پوچھا تو فرمایا یہی سنت کا طریقہ ہے نیز فرمایا کہ دعا (اللّٰھم انت السلام و منك السلام..الخ)(اللّٰھم اعنی علی ذکرك وشکرك...الخ) (اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت.....الخ) کے پڑھ لینے کے بقدر کی جانی چاہیے (ان نمازوں کے بعد کہ جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ نمازیں اور پڑھی جانی ہیں یعنی ظہر، مغرب، عشاء) اور فرمایا کہ دعا شروع کرتے وقت کچھ زبان سے کہہ کر دعا شروع کرنے کا نمازیوں کو اشارہ دینا یا ایسا ہی کچھ درود پاک وغیرہ پڑھ کر دعا ختم کرنے کا اشارہ دینا سنت سے ثابت نہیں اگر ہے تو ہمیں بتا کر علم و عمل کی اصلاح کا ثواب حاصل کیجیے اب حق واضح فرما کر کہ آیا یہ بزرگ حق پر ہیں تو ان کے مؤقف کی مدلل تائید فرما دیجئے وگرنہ حق ظاہر فرما کر دلائل سے مزین فرما دیجیے۔

مسئلہ کی وضاحت فرما دیجیے کہ مسنون عمل کونسا ہے جو عام مساجد میں ہوتا ہے یا کہ جو مذکورہ بالا بڑے حضرات کی مسجد میں رائج ہے کہ آخر دعا کی مقدار کتنی ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں دعا آخر مختصر کیوں کرنی ہے؟ اور نماز کے بعد دعا شروع کرنے اور ختم کرنے کا طریقہ جو آپ کے ہاں رائج ہے وہ سنت کا طریقہ ہے یا جو عام مساجد میں ہے؟

جواب (۱): واضح رہے کہ دعا مانگنے کے متعلق قرآن پاک میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ (سورۃ الاعراف: آیت ۵۵)

ترجمہ: لوگو! اپنے رب سے عاجزی اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔

اس لیے دیگر دعاؤں کی طرح فرض نمازوں کے بعد بھی افضل یہ ہے کہ دعا آہستہ آواز سے مانگی جائے البتہ اگر کبھی امام مقتدیوں کی تعلیم کے لیے بلند آواز سے دعا مانگے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن اس میں یہ احتیاط کرنا لازم ہے کہ کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل واقع نہ ہو نیز اسکو مستقل معمول بنانا بھی درست نہیں۔

② وہ فرض نماز جس کے بعد سنتیں ہوں ان میں مسنون یہ ہے کہ:

((اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))

کی مقدار یا اس سے تھوڑی زیادہ مقدار والی دعا پڑھی جائے اس سے زیادہ تاخیر کرنا مناسب نہیں ہے۔

موبائل میں قرآن مجید کو بغیر وضو ہاتھ لگانا
جمعہ کی نماز خطبہ پڑھنے والے کے علاوہ کوئی اور شخص پڑھا سکتا ہے

سوال:

حضرت مفتی صاحب سوال یہ ہے کہ

① موبائل میں قرآن مجید ہوتا ہے، اس کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا کیسا ہے؟

② جس شخص نے خطبہ پڑھا، کیا ضروری ہے کہ نماز بھی وہی شخص پڑھائے؟ یا کوئی اور شخص بھی نماز پڑھا سکتا ہے؟ اس سے جمعے پر کوئی اثر تو نہیں پڑے گا؟

جواب

① موبائل میں موجود قرآن کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا جائز ہے، البتہ افضل یہ کہ وضو کر کے ہاتھ لگایا جائے۔

② جمعہ میں خطبہ دینے والے شخص کے علاوہ دوسرا شخص جمعہ کی نماز پڑھا سکتا ہے، البتہ افضل یہ ہے کہ جو شخص خطبہ دے وہی نماز جمعہ بھی پڑھائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

غرفۃ السالکین

(طالبینِ حق کے منتخب اصلاحی خطوط اور ان کے جوابات)

تربیتِ طالبینِ خدا

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

بیرون ملک سے ایک عالم دین کا خط

حال: حضرت والا دامت برکاتہم کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہفتہ وار مجلس اور درس قرآن اور درس حدیث کی ترتیب ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے دین کا کام لے رہے ہیں، آپ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

حال: ایک دوست عمرہ پر جا رہے ہیں اہلیہ کے ساتھ بچوں کے ساتھ والدین بھی ساتھ ہیں کافی پریشان ہے کہ غصہ نہ آئے، والدین کچھ اور کہے، اہلیہ کچھ اور کہے بچے کچھ اور کہیں، بچے مستیاں کریں گے پھر دادا دادی غصہ کریں گے میں پریشان ہو کر غصہ نہ کرلوں۔

جواب: اپنے دوست سے کہیں آپ ایسے مبارک شہر میں جا رہے ہیں عمرہ کرنے، غصہ اور کنجوسی کو یہاں چھوڑ کر جائیں اور صبر اور برداشت کو لے جائیں۔

جب غصہ آئے ہو تو یہ سوچیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیٹھ مبارک پر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم چڑھ جاتے تھے نماز کے دوران، اور اعتدال کے ساتھ چلنے سے ماں باپ کے ساتھ بیوی کو ڈانٹنا ایسا ہے کہ ماں باپ کو تڑی لگانا ہے کہ ہم یہ بھی کر سکتے ہیں، کہ ماں باپ نے کچھ کہا تو غصے میں آکر بچوں کو کچھ کہا ڈانٹا تو یہ سب کمینہ پن ہے۔

اس کا مطلب ماں باپ کو روکنا ہے، دعا کریں صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر جائیں، اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے ان کو آپ غصہ کی کتاب دیں اور تکبر اور ماں باپ کے حقوق کی کتاب دیں،

مفتی فرحان صاحب کی حاضری اور حضوری والی کتاب دیں۔

اور یہ سوچیں کہ ہر موقع پر کہ میں 1400 سو برس پہلے آیا ہوا ہوں، ان گلیوں میں سے گزر رہا ہوں، تصور کریں کہ یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گھر تھا یہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر ہوگا، بس برداشت کریں اور نور بنائیں، اور جتنا برداشت کریں گے اتنا کلو کا نور بنے گا، اگر کوئی گڑبڑ ہو تو مشورہ کریں پھر عمل کریں، عمل کے بعد مشورہ نہیں ہوتا۔

چند دن میں عرب کا تقویٰ عجم کا تقویٰ بن جاتا ہے جب یہ ذہن میں ہوگا کہ سنت کیا ہے تو خود بخود کام بنے گا، ماں باپ ناراض ہو تو برداشت کریں اور بچوں کو سمجھائے۔ اور اگر گنجائش ہو تو ایک کمرہ اور لے لے، اور اگر گنجائش نہیں تو برداشت کریں، چند دن ہے پتہ ہی نہیں چلے گا۔

صلوٰۃ الحاجت اور پڑھیں اور اسم اعظم پڑھ کر اللہ سے مانگیں۔ **یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَاغَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ** پڑھ کر اپنے او پر دم کریں، کھانے پینے کی چیزوں پر دم کریں اور دعا کریں۔ یا اللہ مجھے غصہ سے بچانا، اچھے اخلاق سے رہنے، اور ماں باپ اور بیوی بچوں کی محبت اعلیٰ درجے کی عطا فرمانا شدید والی۔ اشد والی تو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

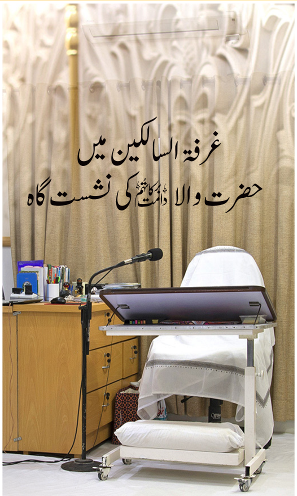

ادارہ

خانقاہ غُرفۃُ السّالکین کراچی کے شب و روز

دینی و اصلاحی اسفار

عارف باللہ امام العلماء حضرت شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

10 تا 20 اکتوبر 2025ء

خیبر پختون خواہ: (پشاور، سوات، طوطا کان، بٹ خیلہ، چارسدہ، حسن ابدال)

24 اکتوبر تا 6 نومبر 2025ء

پنجاب: (اسلام آباد، ٹیکسلا، واہ کینٹ فیصل آباد، میاں چنوں، خانیوال کوٹ ادو، ملتان)

23 نومبر تا 27 نومبر 2025ء

سندھ: (سجاول، بدین، ٹنڈو باگو، میرپور بٹھورو)

سارے عالم میں پھر پھر کے یا رب تیرا دردِ محبت سنائیں
تیرا دردِ محبت سنا کر سارے عالم کو مجنوں بنائیں

ماشاء اللہ! مرشدی ومولائی عارف باللہ قطب زمانہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم کے اب جلدی جلدی اسفار ہو رہے ہیں، صرف اکتوبر اور نومبر کے مہینے میں پاکستان کے تین صوبوں کے مختلف شہروں میں اسفار ہوئے، جس کی تفصیل درج بالا میں گذر چکی، حضرت شیخ کے تمام اسفار کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہو جائیں اور اپنے شیخ، شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور فیوض و برکات جو درحقیقت شریعت وسنت کی تعلیمات ہیں وہ جگہ جگہ پھیل جائیں اور ہم سب اللہ والے ہو جائیں،

سفر میں حضر میں، دینی اسفار میں صرف اور صرف دین کی بات، چاہے کار میں ہوں یا کھانے کا وقت ہو یا رات چہل قدمی ہو دین کی بات ہی فرماتے رہتے ہیں، اللہ کی محبت کی یہ آگ حضرت کو بے قرار رکھتی ہے، حضرتِ والا چاہتے ہیں کہ ہر دل میں اللہ کی محبت کی آگ لگ جائے اور ہر شخص معمولی درجہ کا ولی اللہ نہیں، ولایتِ صدیقیت کی آخری سرحد تک پہنچ جائے۔اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کا سایۂ حیات صحتِ کاملہ وعافیت وعظیم الشان دینی خدمت وشرفِ قبولیت کے ساتھ ایک سو بیس سال تک ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔آمین یارب العالمین

جامعہ فاروقیہ فیز II میں اصلاحی بیان

18 جمادی الاولی 1447 بمطابق 9 نومبر 2025 بروز اتوار حضرت شاہ فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم کا جامعہ فارقیہ فیز II بعد نماز مغرب طلبہ کرام میں اصلاحی بیان ہوا، جس میں گردونواح کے حضرات بھی شریک ہوئے، حضرت نے اپنے بیان میں جو اہم مضامین بیان فرمایا ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

☆ اسمارٹ فون کا استعمال آپ کے لیے زہر قاتل ہے، اس میں سب سے بڑا نقصان بدنظری ہے اور نظر کا غلط استعمال سبب بنتا ہے خواہشات کی اسیری، حافظہ کی کمزوری، بے راہ روی، عدم برداشت، ضیاع وقت کا، لہٰذا موبائل کے بے جا استعمال سے مکمل اجتناب کی ضرورت ہے۔

☆ ادب دین کا بہت بڑا شعبہ ہے، آج طلبا میں ادب کا فقدان بڑھتا جا رہا ہے، ادب صرف کتاب کے ادب کا نام نہیں، استاد کا ادب، کتاب کا ادب، قلم کا ادب، تپائی کا ادب، غرض ہر آلہ علم کا ادب ضروری ہے، جو طالب علم اور مرید اپنے استاذ اور شیخ کا ادب نہیں کرتا وہ اس سے ہرگز مستفید نہیں ہو سکتا۔

☆ آج طلبہ میں اصلاحی تعلق کا فقدان ہوتا جا رہا ہے حالانکہ تزکیہ نفس فرض ہے، اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا جو مقصد بیان فرمایا ہے وہ تعلیم کتاب اور تزکیہ نفس ہے، ایک زمانہ تھا جب دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث سے لیکر پاسبان تک سب صاحبِ نسبت ہوا کرتے تھے اور آج مدارس میں ایسے طلبہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے ، ہمارے اکابر نے غیر عالم پیر سے بھی اصلاحی تعلق قائم کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی اور آج ہم علماء سے بھی اصلاحی تعلق قائم کرنے میں جھجکتے ہیں، لہٰذا آج کے اس پرفتن دور میں اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ کسی متبع سنت شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر زندگی گزاری جائے۔

عارف باللہ حضرت اقدس شاہ فیروز عبداللہ میمن صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مُجاز بیعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مُجدّدِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Arifbillah Hazrat Shah
FEROZ
Abdullah Memon Sahib
دامت برکاتہم

Ghurfa

ایپ ڈاؤن لوڈ کرنا! اب... بہت آسان!
QR کوڈ یا براہ راست لنک
HazratFerozMemon.org/**Download**

SCAN

Download APP

بیانات وصول کرنے کے لیے
OFFICIAL WHATSAPP
+92 334 3133997
www.HazratFerozMemon.org
Ask@HazratFerozMemon.org

LISTEN
LIVE

بمقام: **مسجد اختر** C-96 گلستانِ جوھر، بلاک 12 نزد سندھ بلوچ سوسائٹی گیٹ 2 کراچی

ہفتہ وار بیانات کی ترتیب

جمعرات (مرکزی بیان)
مغرب تا عشاء

جمعۃ المبارک بیان
دوپہر 12:45

اتوار کا بیان: صبح 11:30 بجے

روزانہ مجالس کی ترتیب

- بعد نمازِ فجر
- بعد نمازِ عصر
- بعد نمازِ عشاء

ترتیب برائے خواتین: صرف جمعرات بعد مغرب اور اتوار صبح 11:30 بجے

مرکزِ تربیتِ خواتین B-41 سندھ بلوچ سوسائٹی

ادارہ تالیفاتِ اختریہ

جدید مطبوعات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی کتابیں مفت حاصل کرنے کے لئے 0334-3217128 پر اپنا مکمل پتا میسج کریں

Ghurfa

www.HazratFerozMemon.org